# جو شخص تقویٰ کی راہوں کو اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے اور اس کے غیر میں ایک امتیاز پیدا کر دیتا ہے

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۲ رنومبر ۱۹۷۴ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ)

تشہد وتعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:-

سورۂ آلِ عمران میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

بَلٰى مَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ وَ اتَّقٰى فَاِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۷۷﴾

(اٰل عمران:۷۷)

اللہ تعالیٰ مُتّقیوں سے محبت کرتا ہے۔قرآن کریم کی اصطلاحی لُغت میں بتایا گیا ہے کہ جب لفظِ محبت کا فاعل انسان ہو اور یہ مفہوم ہو کہ انسان نے اللہ تعالیٰ سے محبت کی تو اس کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے قُرب کے حصول کے لئے اُس نے کوشش کی اور جب قرآن کریم میں اِس لفظ کو اِس طرح استعمال کیا جائے کہ اللہ نے اپنے بندے سے محبت کی تو اِس کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے کو پسند کیا اور اُس کو اپنے انعامات اور رحمتوں سے نوازا۔ یہاں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جو اپنے عہد کو پُورا کرتے ہیں اور تقوی کی راہوں کو اختیار کرتے ہیں وہ مُتّقی ہیں اور اللہ تعالیٰ ایسے مُتّقیوں سے یقیناً محبت رکھتا ہے اور اپنے انعامات اور رحمتوں سے انہیں نوازتا ہے۔

اپنے عہد کو پورا کرنے کے کیا معنی ہیں؟ عہد کے معنی ہیں حفاظت اور نگہداشت اور بار بار اور ہر حالت میں کسی چیز کی حفاظت کرنا اور مفرداتِ راغبؒ نے اَوْفُوْا بِالْعَهْدِ کے معنی

یہ کئے ہیں اَوْ فُوْا بِحِفْظِ الْاِیْمَانِ اپنے عہد کی حفاظت کرو، اپنے ایمان کی حفاظت کرو اور ایمان کے معنی مفردات راغبؒ نے یہ کئے ہیں کہ کبھی یہ اِسم کے طور پر استعمال ہوتا ہے، اِسْمًا لِلشَّرِیْعَةِ الَّتِیْ جَاءَ بِهَا مُحَمَّدٌ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ۔ یعنی ایمان اُس شریعت کا نام ہے جسے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لے کر آئے۔ جو شریعت اللہ تعالیٰ کی طرف سے قرآن کریم کی شکل میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی اس شریعت کا نام اور اِسم ''ایمان'' ہے۔ لفظِ ایمان بطور اِسم اِس معنی میں استعمال کیا جاتا ہے۔ پس اَوْفُوْا بِالْعَهْدِ کے یہ معنی ہوں گے کہ شریعت محمدیہ نے جو احکام اوامر ونواہی کی شکل میں دیئے ہیں اُن کی نگہداشت کرو۔ ایسا نہ ہو کہ کسی کام کے نہ کرنے کا حُکم ہو اور غلطی سے تم وہ عمل بجالاؤ جس سے روکا گیا ہے اور کسی کام کے کرنے کا حُکم ہو اور غفلت سے تم اُسے چھوڑ دو اور عمل نہ کرو۔ پس فرمایا کہ جو شریعت محمدیہ کے احکام کی پابندی کرتے ہیں اور اِس عہد کی حفاظت کرتے ہیں یعنی ہر وقت چوکس اور بیدار رہ کر اِس کوشش میں لگے رہتے ہیں کہ کوئی حُکم بجا آوری سے رہ نہ جائے اور کسی نہی کا انسان غفلت کے نتیجہ میں مرتکب نہ ہو جائے۔ وَاتَّقَوْا اور جو تقوی کو اختیار کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ایسے مُتّقیوں پر اپنے انعامات اور رحمتیں نازل کرتا ہے ایمان کی حفاظت کے تین رُخ ہیں ایک مومن مذہبی رنگ میں اُس وقت مومن کہلاتا ہے جب اُس میں تین باتیں پائی جائیں۔ ایک تو یہ کہ وہ دِل سے حق کو حق سمجھے۔ دوسرے زبان سے حق کا اقرار کرے اور تیسرے اِسی کے مطابق یعنی حق اور ہدایت کے مطابق اُس کے جوارح یعنی اُس کی عملی قُوّتیں عمل میں مصروف ہوں۔ یہ لُغوی باتیں مَیں اِس لئے بتا رہا ہوں کہ گفتگو کے دوران مَیں نے محسوس کیا ہے کہ یہ چیزیں بہت سے دوستوں کے ذہن میں نہیں ہیں۔ ایک تو مَیں یہ بتا رہا ہوں کہ ایمان نام ہے شریعتِ محمدیہ کا۔ جس طرح میرے سامنے دوست بیٹھے ہیں۔ ان کے اپنے اپنے نام ہیں۔ میرا نام ناصر ہے۔ اِسی طرح ایمان شریعت محمدیہ کا نام ہے۔ دوسرے مَیں نے بتایا کہ تین چیزیں اِس میں پائی جاتی ہیں یعنی زبان کا اقرار اور دِل کی تصدیق یعنی حق کو حق سمجھنے کی کیفیت قلبی اور ذہنی اور جو قوائے عملیہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو عطا کئے ہیں ان کے ذریعہ سے بھی عمل اِس تصدیق، اِس حقیقت، اِس حقانیت، اِس ہدایت اِس

شریعت کے مطابق ہو اور مفردات راغبؒ میں لکھا ہے ان تینوں میں سے ہر ایک کو ایمان کہا جاتا ہے۔ وَيُقَالُ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنَ الْإِعْتِقَادِ وَالْقَوْلِ الصِّدقِ وَ الْعَمَلِ الصَّالِحِ اِيْمَانًا اور تقویٰ کے معنٰی ہیں کہ اپنے نفس کو اُن باتوں سے محفوظ رکھنا جو گناہ ہیں اور جو اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں اور اِتَّقٰى فَـلَانٌ بِكَذَا اِذَا جَعَلَهٗ وِقَايَةً لِّنَفْسِهٖ۔ اس واسطے ہم تقویٰ کے معنٰی یہ کیا کرتے ہیں کہ اللہ کا تقویٰ اختیار کرو کا مطلب ہے کہ اللہ کو اپنے لئے ڈھال کے طور پر حفاظت کا ذریعہ بناؤ۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہاں پر فرمایا کہ جو شریعت محمدیہ یعنی ایمان کی نگہداشت اور حفاظت کرتا ہے یعنی شریعت محمدیہ پر ایمان رکھتے ہوئے یہ حفاظت کرتا ہے کہ اُس کا نفس کوئی ایسا کام نہ کرے جس کی شریعت محمدیہ نے اجازت نہیں دی اور کوئی ایسا کام کرنے سے رہ نہ جائے جس کا حکم اُس شریعت کی طرف سے دیا گیا جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم پر نازل ہوئی اور اس کے ساتھ جو تقویٰ کی راہوں کو اختیار کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کو اپنے لئے بطور ڈھال کے اور ذریعۂ حفاظت بنا لیتا ہے یعنی دُعائیں کرتا ہے اور کوشش کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا قُرب حاصل ہو اور خدا تعالیٰ کی پناہ میں وہ آ جائے تاکہ شیطان کے ہر قسم کے حملوں سے وہ محفوظ رہ سکے تو ایسے متقیوں سے اللہ تعالیٰ محبت رکھتا ہے یعنی اپنے انعاموں اور اپنی رحمتوں اور اپنی رضا سے انہیں نوازتا ہے۔

تقویٰ پر قرآنِ کریم نے یعنی شریعتِ محمدیہ نے بڑا زور دیا ہے اور دراصل انسان کی روحانی ترقیات کی ابتداء گناہوں سے بچنے کے ساتھ شروع ہوتی ہے۔ کیونکہ جب تک زمین کو اعمال صالحہ کے بیج لگانے کے لئے تیا نہ کیا جائے اُس وقت تک وہ بیج اگر لگائے بھی جائیں پنپ نہیں سکتے۔ اس میں شک نہیں کہ انسان اپنی فطرت میں کمزور ہے لیکن اس میں بھی شک نہیں کہ اس کمزوری کے بدنتائج سے بچنے کے لئے شریعتِ محمدیہ نے ہمیں تعلیم دی ہے اور وہ راہیں بتائی ہیں کہ جن پر چل کر انسان یا ان کمزوریوں سے بچ جاتا ہے یا اگر کوئی بشری کمزوری سرزد ہو جائے تو اس کے بدنتائج سے وہ محفوظ ہو جاتا ہے مثلاً توبہ ہے اور استغفار ہے۔ بہرحال انسان کی سیر روحانی بدیوں سے بچنے کی کوشش سے شروع ہوتی اور اس کی انتہا اپنے اپنے ظرف کے مطابق قُرب الٰہی کے حصول پر ختم ہوتی ہے اور پھر اس کی ترقیات اُس

نقطہ سے ایک اَور رنگ میں آگے بڑھتی ہیں۔ مثلاً جنت کا جو تصور اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایمان یعنی شریعت محمدیہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں دیا ہے وہ یہ نہیں کہ جنت میں عمل نہیں ہوگا بلکہ وہ یہ ہے کہ جنت میں کوئی امتحان نہیں لیا جائے گا۔ عمل تو ہوں گے لیکن ایسے اعمال وہاں نہیں ہوں گے جیسے امتحان کا عمل ہے کہ جس کے نتیجہ میں سزا اور انعام ہر دو کا امکان ہو۔ ایک طالبعلم جب امتحان میں بیٹھتا ہے تو اس کے لئے یہ بھی امکان ہے کہ وہ ناکام ہو جائے اور یہ بھی امکان ہے کہ وہ کامیاب ہو جائے تو جنت کے اعمال اپنے اندر امتحان کا رنگ نہیں رکھتے لیکن کسی کا یہ تصور کہ جو اسلام نے جنت بتائی ہے اس میں انسان غفلت اور کسل کی بیماری میں مبتلا ہوگا اور کوئی کام نہیں کرے گا۔ یہ قرآن کریم کا تصوّر نہیں ہے بلکہ قرآن کریم نے اور اس کی تفسیر میں نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات نے تو یہ بتایا ہے کہ جنت میں انسان روزانہ اس قدر کام کرے گا کہ اگلے دن اس کا مقام پہلے دن سے بلند ہوگا، اس دنیا میں ساری عمر جو ہم کام کرتے ہیں (یہ ٹھیک ہے کہ ایک آدمی کی جنت اور دوسرے کی جنت میں فرق ہے لیکن) اس کا نتیجہ بظاہر یہی نکلتا ہے کہ خُدا نے فضل کیا اور اس کی رحمت سے انسان جنت کا مستحق ہو گیا اور کئی ہیں جو ناکام ہوئے اور ناکامی کی سزا اُنہیں مرنے کے بعد بھگتنی پڑی لیکن جو کامیاب ہوئے ساری عمر کی کوششوں کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کی رحمتوں کی جنت انہوں نے حاصل کی لیکن جنت کے شب و روز غفلت کے شب و روز نہیں۔ وہاں جو اعمال انسان کو کرنے کے لئے بتائے جائیں گے وہ اس قسم کے ہیں کہ روزانہ ہی درجات کو بلند کرنے والے اور انسان کو اپنے رب کے قریب سے قریب کرنے والے ہوں گے بہر حال اس دنیا میں ہماری سیر روحانی یہاں سے شروع ہوتی ہے گو گناہوں سے اور غفلتوں سے اور کوتاہیوں سے ایسے اعمال سے جن سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو جاتا ہے انسان بچنے کی کوشش کرے اور تقویٰ کا ایک پہلو یا بڑا پہلو یہی ہے۔ اس کی تفصیل میں تو اس وقت مَیں نہیں جاؤں گا لیکن یہ کہنا یقیناً درست ہوگا کہ انسان کی سلامتی کے لئے یعنی خدا تعالیٰ کی ناراضگی سے محفوظ رہنے کے لئے اور غفلت کے نتیجہ خدا تعالیٰ کے قہر کے وارث ہونے سے بچنے کے لئے تقویٰ تعویذ کا کام دیتا ہے اور حفاظت کرتا ہے اور ہر قسم کے فِتن اور فسادات سے اور ہر قسم کی

بداعمالیوں سے محفوظ رہنے کے لئے تقویٰ ایک مضبوط قلعہ کا کام دیتا ہے۔ جو تقویٰ کی چار دیواری کے اندر داخل ہو گیا وہ اس قسم کے فتنوں اور فسادوں اور بدعملیوں اور کوتاہیوں اور غفلتوں سے محفوظ ہو گیا اور تقویٰ کی باریک در باریک راہیں ہیں۔ انسان انسان کے لحاظ سے تقویٰ میں فرق ہے۔ بعض انسانوں کی استعدادیں موٹی موٹی ہیں بعض کی استعدادیں ایسی ہوتی ہیں کہ وہ باریکیوں میں جاتے ہیں اور زیادہ روحانی ترقیات کر سکتے ہیں۔ جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے تقویٰ کی باریک راہوں پر چلنے کی قوت بھی دی اور تقویٰ کی باریک راہوں کی شناخت بھی عطا کی۔ تقویٰ کی یہ باریک راہیں ان کی روحانی خوبصورتی کے لطیف نقوش اور خوشنما خدّ و خال ظاہر کرنے والی ہیں۔ جیسا کہ مَیں نے بتایا تقویٰ کی اصل یہ ہے کہ وہ فتنہ وفساد اور ظلم اور نواہی میں مبتلا ہونے کے خطرہ سے حفاظت کا کام دیتا ہے اور جب انسان ہر پہلو سے متقی بن جائے یعنی کسی پہلو سے بھی کوئی گناہ اور گندگی اُس کے قریب نہ آئے تو چونکہ گندگی اور بدصورتی سے اُس نے خود کو محفوظ کر لیا اس لئے روحانی طور پر اُس کے جو نقوش اور خدّ و خال تھے وہ نمایاں ہو کر سامنے آ گئے اور اُبھر آئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایسے متقیوں سے مَیں پیار کرتا ہوں اور قرآن کریم پر غور کرنے سے ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ اللہ کے پیار کرنے کا مطلب یہ ہوا کرتا ہے کہ وہ اپنے انعامات اور اپنی رحمتوں اور فضلوں سے نوازتا ہے۔ قرآن کریم نے ہمیں خود بتایا کہ متّقی پر اللہ تعالیٰ کے کس قسم کے فضل نازل ہوتے ہیں کون سے انعام ہیں جو اسے دیئے جاتے ہیں کن رحمتوں سے اُنہیں نوازا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا وَّيُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَ يَغْفِرْ لَكُمْ (الانفال: ۳۰)۔ فرمایا کہ جو شیطانی حملوں سے بچنے کے لئے مجھے پناہ بنا لیتے ہیں اور ڈھال بنا لیتے ہیں میں اُن لوگوں سے اس رنگ میں محبت کرتا ہوں یعنی اس طور پر میرے انعام اور رحمتیں اُن پر نازل ہوتی ہیں کہ اُن میں اور اُن کے غیر میں ایک امتیاز پیدا کیا جاتا ہے۔ مومن اور غیر مومن میں روحانی حُسن کے لحاظ سے تو بہرحال فرق ہے لیکن ظاہر میں بھی وہ پہچانے جاتے ہیں اور دنیاوی لحاظ سے صاحب فراست انسان پہچان لیتا ہے کہ یہ شخص کِس قِسم کا ہے۔ اُن کے اخلاق میں، اُن کے بات کرنے کے

طریق میں، اُن کے تخاطب میں، اُن کے سلوک میں اُن کے دِل میں خالقِ خُدا کے لئے جو پیار اور ہمدردی ہے وہ ظاہر ہو رہی ہوتی ہے اور ایک نمایاں فرق ہوتا ہے۔ مَیں نے دیکھا ہے کہ جو ابھی زیرِ تربیت احمدی ہیں بوجہ اس کے کہ نئے نئے جوان ہوئے یا بوجہ اس کے کہ وہ احمدیت میں نئے نئے داخل ہوئے ہیں اُن میں بھی تھوڑی سی تربیت کے بعد اس رنگ کی تبدیلی پیدا ہو جاتی ہے کہ فوراً پتہ لگ جاتا ہے بعض دفعہ دوست اپنے ساتھ اپنے دوستوں کو لے آتے ہیں اور ایک دو فقروں میں ہی میں سمجھ جاتا ہوں کہ اِن کو بہت سی تربیت کی ضرورت ہے یعنی ابھی احمدیت کی تربیت، اسلام کی تربیت، ایمان کی تربیت کے حصول کی ابتدا انہوں نے نہیں ۔کی گفتگو ہے، چلنے کا طریق ہے۔ چلنے کے طریق سے مجھے یاد آیا۔ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ایک شخص کو نماز میں شامل ہونے کے لئے دوڑتے ہوئے آتے دیکھ کر فرمایا اَلْوَقَارَ اَلْوَقَارَ کہ تمہاری چال میں ایک مومن کا وقار نہیں نظر آتا تو معلوم ہُوا کہ مومن کی چال ایک غیر مومن کی چال سے امتیاز رکھتی ہے ان کے درمیان ایک فرقان پایا جاتا ہے۔ پھر مثال کے طور پر کپڑوں کی نگہداشت ہے۔ ٹھیک ہے چھوٹی چھوٹی چیزوں میں بہت سی کمزوریاں ہیں بہت سے مومنوں سے بھی کمزوریاں سرزد ہو جاتی ہیں لیکن ایک امتیاز ہے۔ اکثریت کو جب ہم دیکھتے ہیں تو جو مومن ہے وہ کپڑے کو اُس سے بہتر جو عمل صالح ہے اُس پر ترجیح نہیں دے گا اور مَآ اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے یہ آپ کا اُسوہ ہے کہ میری زندگی اور میرے رہن سہن میں تمہیں کوئی تکلّف نظر نہیں آئے گا اور آپ نے دیکھا ہو گا اور یہ مَیں اس لئے کہہ رہا ہوں کہ جو احمدی ایسے ہوں جن میں یہ چھوٹی سی کمزوری ہو اس کو بھی دُور ہونا چاہیئے کیونکہ اُس سے فرقان میں اور امتیاز میں فرق آتا ہے بعض لوگ ہوتے ہیں کہ کپڑا پہنا ہو گا اور مٹی پر بیٹھنے سے پرہیز کریں گے۔ حالانکہ کئی دفعہ زمین پر بغیر کپڑا بچھائے بیٹھنا ثواب کا موجب بن جاتا ہے، یا اگر اُن کے کپڑوں پر کہیں مٹّی لگ جائے تو فوراً جھاڑ پُھونک شروع کر دیتے ہیں اور اپنے کپڑوں سے مٹّی اڑانے لگ جاتے ہیں ۔ جس چیز سے بنے ہیں اُسی سے نفرت کا اظہار کرتے ہیں۔ بہرحال بعض دفعہ مٹی پر بیٹھنا بھی ثواب کا کام بن جاتا ہے ایک دفعہ مجھے یاد ہے سٹھیالی میں ہمارے احمدیوں کے دو گروہوں میں آپس کا

اختلاف پیدا ہوا اور وہ نامعقول حد تک پہنچ رہا تھا۔ ہم وہاں گئے لمبا قصّہ ہے مختصر کروں گا تو میں نے دونوں گروہوں کے لیڈروں کو کہا آؤ چلو میرے ساتھ اُن کے ساتھی ایک دوسرے کو غصّہ دلانے کی باتیں کر کے بھڑکا رہے تھے اور وہ صلح کی طرف مائل نہیں ہو رہے تھے، مَیں اُن کو باہر لے گیا۔ ایک کھیت میں ہم آرام سے بیٹھ گئے اور میرے دماغ کے کسی کونہ میں بھی یہ خیال نہیں آیا کہ کپڑوں کو مٹی لگ جائے گی۔ زمین پر بیٹھ گئے اُن سے باتیں شروع کیں آدھ پون گھنٹہ میں آرام کے ساتھ اُن کی صلح ہوگئی، کیونکہ اکیلے تھے اور اُن کو جوش دلانے والا کوئی نہیں تھا کپڑے کی صفائی ضروری ہے لیکن یہ سمجھنا کہ کپڑے کو صاف ستھرا رکھنا کہ مٹی بھی نہ لگے یہ اتنا بڑا ثواب ہے کہ اس سے بڑھ کر اَور کوئی ثواب ہی نہیں، یہ غلط ہے۔ جب تکلّف بیچ میں آجائے گا تو کپڑے کی صفائی بھی گناہ بن جائے گی، یعنی اس حد تک صفائی کہ مٹی لگی ہی نہ ہو کوئی داغ نہ لگا ہُوا ہو یہ صحابہ کرامؓ کی زندگیوں میں نظر آتا ہے کہ ایسا زمانہ بھی تھا کہ وہ کوئی کپڑا بھی نہیں بچھا سکتے تھے نماز کا وقت ایسی جگہ آگیا ہے کہ مسجد نہیں جا سکتے وہیں زمین پر ہی نماز پڑھ لیتے تھے کیونکہ جُعِلَتْ لِيَ الْاَرْضُ مَسْجِدًا (مسلم کتاب المساجد)۔ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ بڑی بے تکلّف زندگی ہے جو اسلام نے ہمارے سامنے پیش کی ہے جو قرآنی ہدایت نے ہمیں بتائی ہے۔ پس جو شخص تقویٰ سے کام لیتا ہے یعنی جن برائیوں سے جن کمزوریوں سے اسلام نے روکا ہے اُن سے بچتا ہے اور ان راہوں کو اختیار کرتا ہے۔ مثلاً استغفار کثرت سے کرنا دُعا کثرت سے کرنا۔ خدا تعالیٰ سے دعائیں کثرت سے کرنا کہ خدا تعالیٰ ہر قسم کی بدی اور بُرائی سے محفوظ رکھے اس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ اس کے لئے ایک فرقان کا سامان ایک امتیاز کا سامان پیدا کر دیتا ہے اور جو شخص اِس قسم کا ہو کہ وہ ہر وقت چوکس رہ کے گناہوں سے بچنے والا اور اعمال صالحہ بجالانے والا اور مخلوق کی خدمت کرنے والا اور انسان سے ہمدردی کرنے والا ہے اس کی زندگی اور غیر کی زندگی میں تو زمین اور آسمان کا فرق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ دیکھو کتنا بڑا انعام مَیں تمہیں دوں گا۔ اگر تم عہد شریعتِ محمدیہ کو نباہو گے اور تقویٰ کی راہوں کو اختیار کرو گے تو تم میں اور غیر میں زمین اور آسمان کا فرق پیدا کر دیا جائے گا اور سیّئات کو ڈھانپ دیا جائے گا اور ڈھانپنے کے

بھی دو معنی ہیں جس طرح استغفار کے اندر آتا ہے کہ یا گُناہ سر زد نہیں ہو گا یا بد نتائج سے اللہ تعالیٰ محفوظ رکھ لے گا۔ قرآن کریم نے مختلف انسانوں کے لئے مختلف معانی کئے ہیں۔ فرمایا اور نُور دیا جائے گا۔ نور کے معنی ہیں کہ ہر کام میں تمہیں ایک بشاشتِ نورانی دی جائے گی اور علٰی وجه البصیرت تم نیکی کے کام کرو گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے فرمایا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ تمہارے افعال میں نور ہو گا۔ تمہارے اقوال میں نُور ہو گا۔ تمہارے قویٰ میں نُور ہو گا، تمہارے حواس میں نُور ہو گا۔ تم نُور کامل بن جاؤ گے اور جن راہوں پر تم چلو گے وہ روشن اور چمکدار ہوں گی اور جن راہوں سے تم نے بچنا ہو گا اور جن سے خدا تعالیٰ نے شریعت محمدیہ میں بچنے کا حُکم دیا ہے وہ اندھیرے ہوں گے۔ نور اور اندھیرے کا فرق تمہارے اور غیر کے درمیان ہو گا کہ تم روشن راہوں پر علٰی وجه البصیرت بشاشت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے انعاموں کو حاصل کرنے میں آگے ہی آگے بڑھتے چلے جاؤ گے اور جو غیر ہیں اور خدا اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دور وہ اندھیروں میں بھٹکنے والے ہوں گے۔ اُن کو پتہ ہی نہیں ہو گا کہ کونسی راہ خُدا تک لے جاتی اور کونسی راہ اُس سے دور کرنے والی ہے۔

یہ اُسی سلسلۂ مضامین کا حصّہ ہے کہ اللہ تعالیٰ متقی سے محبت کرتا ہے اور جو متقی نہیں ہے اُس سے پیار نہیں کرتا اللہ تعالیٰ اس عہد پر کامیابی کے ساتھ اور وفا کے ساتھ قائم رہنے والے سے محبت کرتا ہے۔ اُس عہد پر جس کے معنی قرآن کریم کے سمجھنے والوں نے شریعت محمدیہ کے کئے ہیں۔ پس جو احکام اوامر ونواہی قرآن کریم کی شریعت میں ہمیں بتائے گئے اگر ہم نے جو عہدِ بیعت کیا ہم نے جو یہ عہد کیا کہ ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت پر ایمان رکھیں گے اور اُس پر عمل کریں گے ہم نے جو یہ عہد کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمیشہ ہم اپنے لئے اُسوۂ حسنہ بنائے رہیں گے۔ ہم نے جو یہ عہد کیا کہ ہم آپ کے نقش قدم پر چلنے والے ہوں گے اور جن راہوں پر ہمارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا قدم نہیں پڑا ہم اُن راہوں پر قدم نہیں ماریں گے اگر اس عہد کو ہم نباہیں گے اگر ہم خدا تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرتے ہوئے خدا تعالیٰ کو اپنے لئے ڈھال بنائیں گے اور سلامتی کا اور بھٹکنے سے حفاظت کا ذریعہ اسے قرار دیں گے۔ اس کی انگلی پکڑیں گے (یہ تمثیلی زبان ہے ٹھیک ہے لیکن تمثیلی زبان کے بغیر ہم سمجھ

نہیں سکتے ) ہم اُس سے یہ عاجزانہ دعائیں کریں گے کہ وہ خود ہمارا رہبر بنے اور اگر تقویٰ کی باریک راہوں کو اختیار کر کے اپنے روحانی وجود کے حسن کے نقوش ابھاریں گے تو اللہ تعالیٰ ہم میں اور غیر میں فرق کر دے گا اور جب اللہ تعالیٰ ہم میں اور غیر میں ایک فرق کرے گا اس طرح ہم سے پیار کرے گا تو ہم سے غلطیاں یا سرزد نہیں ہوں گی یا ہمیں توبہ اور استغفار کے ساتھ ان غلطیوں کی معافی کی توفیق ملے گی اور اللہ تعالیٰ نیکیوں کی راہوں کو ہمارے لئے منوّر کر دے گا اور ہمارے قویٰ کو اور ہماری طاقتوں کو اور ہماری استعدادوں کو یہ عادت پڑ جائے گی کہ صرف انہی راہوں پر وہ چلیں جن راہوں کو اللہ تعالیٰ کے نُور نے اُس کی رحمت کے ساتھ منوّر کیا ہُوا ہے۔ یہ وہ امتیاز ہے، یہ وہ فرقان ہے جس کے نتیجہ میں احمدیت کے ذریعہ انسانوں کے دل جیتے جاتے رہے اور جیتے جائیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ ۔ یہ وہ ذمہ داری ہے جو آپ پر ڈالی گئی ہے۔ اس کے بغیر اِس دعویٰ میں آپ سچے نہیں ہو سکتے کہ ہماری زندگیاں نوعِ انسانی کے دلوں کو جیت کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے جمع کرنے کے لئے ہیں۔ یہ ہماری زندگی کا مقصد ہے اس لئے جو خُدا نے کہا کہ عہدوں کو پورا کرو اور تقویٰ کی راہوں کو اختیار کرو تم میں اور غیر میں ایک امتیاز ایک فرقان پیدا کیا جائے گا اور تمہاری کمزوریوں کو اُن ہر دو معنٰی میں جو میں نے بتائے ڈھانپ دیا جائے گا اور نُور کے سامان تمہارے لئے پیدا کئے جائیں گے۔ یہ امتیاز ہے۔ یہ امتیاز اگر آپ پیدا کر لیں تو کسی کو کچھ اَور کہنے کی ضرورت نہیں رہے گی، ہر شخص یہ سمجھے گا کہ غیروں میں اور اُن میں فرق ہے اور ہر شخص یہ سمجھے گا کہ اللہ تعالیٰ کے نُور کی طرف یہ قوم لے جانے والی ہے اس لئے تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَ التَّقْوٰى (المائدۃ:۳) کے مطابق اپنے نفوس کی اصلاح کے ساتھ ساتھ اپنے ماحول کی اصلاح بھی کرو اور اُسے نورانی بنانے کی کوشش کرتے رہو، اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا کرے۔

(روزنامہ الفضل ربوہ یکم مارچ ۱۹۷۵ء صفحہ ۲ تا ۵)

❀❀❀